OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

عصری تدریسی مسائل اور نبی کریم ﷺ کے مناہج تدریس: اطلاقی مطالعہ

Contemporary Educational Issues and the Teaching Methods of Prophet Muhammad ﷺ: An Applied Study

☆**Umer Yousaf**

Lecturer, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore.

☆☆**Dr Hafiz Zahid Farooq**

Lecturer, Islamic studies, The University of Lahore.

Citation:

Yousaf, Umer and Dr Hafiz Zahid Farooq "Contemporary Educational Issues and the Teaching Methods of Prophet Muhammad ﷺ: An Applied Study." Al-Idrāk Research Journal, 4, no.1, Jan-Jun (2024): 21− 49.

ABSTRACT

This study explores contemporary educational challenges and examines the teaching methods employed by Prophet Muhammad ﷺ to address these issues effectively. The research delves into the educational principles and strategies adopted by the Prophet, highlighting their relevance and applicability in modern educational contexts. By analyzing historical sources and contemporary educational theories, the study aims to provide a comprehensive understanding of how the Prophet's teaching methodologies can be adapted to resolve current educational problems. The findings suggest that incorporating these time-tested methods can enhance teaching effectiveness, promote ethical and moral development, and foster a more holistic educational experience for learners. This applied study offers valuable insights for educators, policymakers, and scholars seeking to bridge the gap between traditional Islamic pedagogies and contemporary educational practices.

Keywords:Contemporary Educational Issues,Teaching Methods, Prophet Muhammad ﷺ, Islamic Pedagogy, Educational Strategies

تعارف موضوع

رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ قیامت تک کے انسانوں کے لیے رہنمائی کا نمونہ ہے انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو قرآن وحدیث ہر پہلو سے متعلق رہنمائی کرتے ہیں اسی طرح شعبہ تعلیم سے متعلق بھی ہمیں قرآن وحدیث سے متعلق مکمل پیشوائی ورہنمائی ملتی ہے، مقاصد تعلیم ،نصاب تعلیم حتی کہ نظام تعلیم سے متعلق یہ حکم دیتے ہیں کہ مسلمانوں کا نظام تعلیم کیسا ہونا چاہیے۔اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کی سیرت کا جائزہ لیتے ہیں اور تعلیمی پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں اسے یہاں رقمطراز کریں گے کہ نبی کری ﷺم کا طریقہ تعلیم کیا تھا؟تعلیمی نظام مخلوط تھا یا جدا گانہ ؟نصاب تعلیم کیا تھا؟حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز تدریس کیا تھا؟ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ قرآن مجید کا عملی نمونہ تھی۔اس لیے آپ ﷺ کے تعلیم و تربیت میں نظر آتا ہے آپ کے تعلیمی اور تربیتی میں دور جدید کے مطمئن کے لیے رہنمائی ہے ہے ان میں لکھنے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے یہی طریقہ علم ہے متعلق جو طریقہ ہے وہ جدید تعلیمی میں اصولوں کے عین مطابق تھے تھے اگر یہ پیغمبرانہ اصول لے جائے تو تعلیم کے شعبہ میں حیرت انگیز تبدیلی رونما ہو سکتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے عرب کی سرزمین میں رشد وہدایت کا سرچشمہ جاری ہوا اور اس کے ساتھ ہی تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی پہلی بار شروع ہوا جاھل عربوں کے امین نبی پر پہلی وحی نازل ہوئی وہ تعلیم سے متعلق تھی اس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ بیک وقت شروع ہوا۔اسلام میں پہلی درسگاہ مکہ معظمہ پر صحابی رسول حضرت ارقم بن ابی ارقم کے گھر قائم ہوئی اس کے بعد مدینہ میں معصب بن عمیر اور درس عبداللہ بن ابن مکتوم ہجرت مدینہ سے کچھ دیر پہلے بھی علم وتدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے اور ان کی کوششوں سے مدینہ منورہ میں دین کا نور اور علم کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ہجرت مدینہ کے فورا بعد سرورعالم ﷺ نے مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی یوں مسجد عبادت گاہ ہونے کے علاوہ اسلام کی ایک پہلی عظیم درس گاہ بھی تھی۔

پروفیسر اسلام لکھتے ہیں:

عہد رسالت میں تعلیمات کی بنیاد الکتاب پر رکھی گئی تھی اس الکتاب نے جزیرہ عرب اور بعد میں پورے عالم میں ایک فکری انقلاب کی بنیاد رکھ دی جس کے اثرات مشرق و مغرب میں ہر زمانے میں محسوس کئے گئے عہد رسالت کا نظام تعلیم لازمی طور پر قرآن مجید ہی کے تابع تھا۔

ولاتقف مالیس لک به علم

کا اعلان کر کے اوہام پرستی کی جڑ کاٹ کر علم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں پریس یہ تھی کہ مسلمان اور قرآن کی طرف توجہ دیں تاکہ وہی مسلمانوں کی سوچ و فکر کردار اور شخصیت کو خاص سانچے میں ڈھال دے دے اس پالیسی پر ہجرت سے پہلے مکہ کی تیرہ سالہ زندگی اور بعد ہجرت بھی کئی سال تک شامل رہاہاں دور رسالت کے نصاب تعلیم میں دینی علوم کے پہلو بہ پہلو دوسرے علوم و فنون مثلا علم ریاضی، مبادی، طب، علم فلکیات، علم تجوید اور فن خطاطی جیسے علوم مفیدہ بھی شامل تھے اور جسمانی صحت کو بحال رکھنے کے لئیے نشانہ بازی کا فن سیکھنے کی شہادت ملتی ہے۔ اس دور میں تعلیم نسواں کا ذریعہ امہات الام المومنین تھی ان میں حضرت حضرت عائشہ صدیقہ خاص طور پر پر قابل ذکر ہیں حضرت عائشہ صدیقہ کو فقہ اور دیگر اسلامی علوم پر ملکہ حاصل تھا چنانچہ ایک دفعہ حضور صلی وسلم نے فرمایا کہ آدھا علم عائشہ سے حاصل کرو گویا اسلام میں آپ پہلی معلمہ تھی۔ عہد نبوی کے نظام تعلیم کا جائزہ لیتے ہوئے پروفیسر اسلم لکھتے ہیں:

> آپ نے دیگر علوم اور زبانیں سیکھنے کی بھی اجازت دیں کیونکہ قرآن کا بیان فکری و اخلاقی انقلاب ہجرت کے بعد بتدریج غالب آرہا تھا۔

اسلامی آداب تہذیب تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہے تھے اور اب احتمال نہ تھا کہ غیر قانونی لٹریچر مسلمانوں کے دلوں میں کسی قسم کا احتمال پیدا کر سکے گالہذا دربار رسالت سے عبرانی اور دیگر علوم سیکھنے کا حکم صادر ہوا علم کی اس دینی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے آپ نے نہ صرف صحابہ کرام کو علم اخلاق سے مزین فرمایا بلکہ مدینہ میں تو باقاعدہ ایک یونیورسٹی صفہ کی شکل میں قائم کر کے تعلیم کو منظم و مربوط وقت اور مستحکم نظام میں پرو دیا۔

عہد نبوی کی ابتدائی تعلیمی حالت

دور جاہلیت میں حضور کی بعثت کے وقت عرب میں پڑھنا لکھنا انتہائی قلیل تعداد میں تھا بہت کم لوگ پڑھ سکتے تھے قبائلی اور بدوی طرز زندگی میں تعلیم و تعلم کا سامان انتہائی مشکل کام تھا ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

> عہد نبوی میں مکی دور میں پڑنے لکھنے کا رواج بہت کم تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس دور میں پڑھنے لکھنے کی طرف توجہ شروع ہوئی تھی عہد نبوی کے آغاز میں 17 سے زیادہ آدمی وہاں پڑھے لکھے نہ

تھے ان میں بعض عورتیں بھی تھی جن میں حضرت حفصہ بنت عمر اور شفا بنت عبداللہ کو پڑھنا آتا تھا۔[1]

اسی سے آپ اندازہ لگالیں کہ تعلیم کی کیا حالت تھی۔ اسلام تو دین ہی تعلیم و تعلم کا ہے۔

مخصوص اساتذہ سے علم سیکھنا

عہد نبوی ﷺ میں بعض ایسے صحابہ کرام بھی تھے جو مخصوص علوم کی تعلیم کے لیے مختص تھے۔ خود نبی اکرم صحابہ کرام کو حکم فرماتے کہ قرآن سیکھنا ہو تو فلاں کے پاس جاؤ تجوید یا میراث کا حساب سیکھنا ہو تو فلاں کے پاس جاؤ۔ کی بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تعلیم میں توسیع ہونے کے بعد تعلیم کے کسی خاص شعبہ میں مزید مہارت پیدا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مخصوص اساتذہ بھی مقرر کر دیے تھے چنانچہ فقہ میں مہارت کے لیے آپ طلبہ کو ابی بن کعب کے پاس بھیجتے تھے، حضرت عبداللہ بن سعید کتابت کی تعلیم دیتے تھے۔[2] عبادہ بن صامت کی روایت ہے کہ وہ درسگاہ صفہ میں قرآن اور فن تحریر کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[3]

حضرت عمر فاروق نے بدووں کوئی تعلیم کا بندوبست بھی کیا آپ نے اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ لکھنے کا انتظام بھی کیا تمام مکاتب میں لکھنا سکھایا جاتا تھا عام طور پر علاقائی مراکز میں احکامات بھیجے جاتے تھے کہ بچوں کو شہسواری اور خطابت کی تعلیم دی جائے۔[4]

---

[1] ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، (ادارہ تحقیقات اسلامی الجامعہ اسلامیہ، اسلام آباد)، ص298

Dr Hameedullah, *Khutbaat Bahawalpur*, (Idara Tahqiqat-e-Islami Al-Jami'ah Al-Islamiyah, Islamabad), Page 298.

[2] کتانی، عبدالحی، **دور نبوی کا نظام حکومت**، (لاہور، ادارہ القرآن العلوم الاسلامیہ، 1991)ص41

Kitafi, Abdul Hai. Dor-e-Nabawi ka Nizam-e-Hukumat. Idara al-Quran al-Uloom al-Islamia, 1991.

[3] ابوداؤد، الطیاسی، سلیمان بن داؤد،، **مسند ابی داؤد**، رقم الحدیث:2365

Abu Dawood, Al-Tayalisi, Salimah bin Dawood, *Musnad Abi Dawood*, Hadith no: 2365

[4] سید محمد سلیم، پروفیسر، **مسلمانوں کا نظام تعلیم**، (کراچی، تنظیم اساتذہ پاکستان، 1974)، ص23

Saleem, Syed Muhammad. *Musalmanon ka Nizam-e-Taleem*. Karachi: Tanzeem-e-Asatiza Pakistan, 1974.

قرآن مجید کی صحیح قرات اور اعراب کی غلطیوں سے بچنے کے لیے لیے لازمی تعلیم تھی جو حضرت عمر نے تمام حکم جاری فرمایا تھا جو شخص لغت کا علم نہ ہو وہ نہ عمر نے تعلیمی سرگرمیوں میں گہری دلچسپی لی ان کے عہدے مبارک میں سب علاقوں میں ابتدائی مکاتب قائم تھا آپ نے سب حفاظ کے وظائف مقرر کئے۔[1]

حضور ﷺ کا تعلیمی انقلاب

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد تمام دنیا میں جہالت کا دور دورہ تھا بدامی کی انتہا تھی ہر جگہ جنگل کا قانون نافذ تھا تھا اگرچہ بچہ ماضی میں یونان چین چین اور ہندوستان ان ان کی تہذیب عربی علم وفنون نون کی وجہ سے شہرت رکھتی تھی لیکن اس زمانے نے کی عمر بھی بھی مختصر تھی اور پھر علم عوام میں نہیں نہیں بلکہ صرف عمرہ نہ عمر حد تک محدود سید تھا تھا عام شخص کی دسترس سے باہر تھا اور عورتوں کے لیے توجہ تھا زمانہ نہ کر دیم گیم میں باقاعدہ دہ مدارس بہت کم تھے تھے تے سے بالعموم نام علمی ومذہبی رہنما اپنی سیادت کو قائم رکھنے کے لیے لیے خود تک محدود کیا ہوا تھا عطا اللہ امی کتب میں اگرچہ حکمت و دانش کی عظیم باتیں درج تھی لیکن عام شخص کو اس کی اجازت نہ تھی کہ ان مقدس کتب کو چھوت کس کے مذہب یہود میں علم قبیلہ الہارون تک محدود تھا جبکہ ہندوؤں میں برہمن تھے۔ شودر اگر غلطی سے سے الہامی کتب سے کچھ سن لیتے تو کانوں میں پگھلا ہوا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا آتا اس کے علاوہ لکھنے لکھانے کا رواج بہت کم تھا عام طور پر علوم زبانی یاد کیے جاتے مجھے اور پھر نسل در نسل حافظے سے ہی منتقل ہوتے رہتے ایک قباحت یہ بھی تھی کہ علوم جن زبانوں میں لکھے ہوئے تھے وہ زبانیں کچھ عرصہ بعد دوسری زبانوں میں ملاپ کے باعث یا غیر ملکی حکمران کی حکومت کے دوران جو صرف اپنی زبان کو رواج دیتے تھے۔

یہ زبان عوام کی سمجھنے میں مشکل ہوتی، ایک ظلم یہ بھی تھا کہ کتب علوم کا کوئی مستند نسخہ کسی محفوظ نہ رکھا جاتا تھا جب بھی کوئی کتب نقل ہوتی تو کسی فرقہ کے مفاد کی خاطر یا اپنے ذاتی علم پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے فقرے ڈال دیتا کتا اور تصویر کر دیتے اس سے بے شمار مشکلات پیدا ہوتی گئی تورات انجیل اور قرآن کے مختلف

[1] ندوی، شاہ معین الدین، **خلفائے راشدین**، (لاہور، ادارہ اسلامیات انارکلی، 2006)، ص142

Nadvi ‹Shah Moinuddin, *Khulafa-e-Rashideen* (Anarkali, Lahore: Idara Islamiyat), 142.

حصوں میں بے شمار اختلافات کی یہی وجہ ہے ہے زمانہ قدیم میں علم بہت محدود تھا عام طور پر اس کو تب کو یا پھر ستاروں کے علم کو ہی علم سمجھا جاتا تھا اور اس میں بھی علماء کی سطح تک محدود تھی تحقیق و ترقی کی کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ تھی پرانے علوم کی حفاظت کا کوئی بھی خاطر خواہ بندوبست نہیں تھا تھا پر عام طور پر پر پتھروں پر تحریری کھدوائیں جاتی یا پھر پر دھات کی پلیٹوں پر پر یا دیواروں پر تحریر لکھی جاتی ہے یا پھر کھالوں پر تحریریں لکھی جاتی حروف تہجی بھی پوری طرح ترقی یافتہ نہ تھے اور اور تصاویر سے بھی کام لیا جاتا تھا تھا کچھ عرصہ بعد یہ علوم ضائع ہونے لگے۔ علم کے بارے میں تعصب بہت تھا اگر کوئی علاقہ فتح ہوتا تو سب سے پہلے مفتوح کے علوم کے خزانوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جاتا اسکندریہ کی عظیم لائبریری کی تباہی بھی اسی مخاصمت کا نتیجہ تھی اور زمانہ قریب میں ہلاکو خان کے ہاتھوں بغداد کی لائبریریاں بھی اسی تعصب کا شکار ہوئی آپ ﷺ کی جب بعثت ہوئ تو جہالت عام تھی بہت کم لوگ لکھ پڑھ سکتے تھے اسی لیے یہود ان کو امی یا ان پڑھ کہتے تھے تھے انہیں امیوں میں نبی الامی ﷺ کو میں مبعوث فرمایا جو دولت علم سے مالامال تھے جن کو تمام علم اللہ ہی نے سکھائے تھے ےون عرب کی کایا ہی پلٹ گئی اور عربی دنیا پر چھا گئے اور نئے علوم و فنون کے بانی بن گئے۔ جن کے علمی احساسات کا دنیا پر آج تک اثر ہے اور آج کل یورپ مفت امریکہ میں جن علوم میں ترقی ہوئی ہے اس کا سرچشمہ مسلمان ہی ہیں ہیں جبکہ سولہویں صدی تک یہ لوگ جاھل مطلق تھے۔[1]

رسول اکرم ﷺ بحیثیت معلم

قیامت تک انسانوں کے لئے رہنمائی کا نمونہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:۔**لقد کان فی رسول اللہ اسوہ حسنہ۔**[2] اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ہادی اعظم اور انسانیت کے لیے معلم بنا کر بھیجا۔**انما بعثت معلما۔**[3]

[1] محمد ظاہر، **حضور ﷺ بحیثیت ماہر تعلیم**،(لاہور، جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن،2002-2003س،ن)، ص179
Muhammad Zahir, *Huzoor (ﷺ) Bahasiat Mahir-e-Taleem* (Lahore: Jamia Islamia Minhaj-ul-Quran, 2002-2003), 179.

[2] سورہ احزاب 21:33
Surah Al-Ahzab 33:21

[3] ابوداؤد، الطیاسی، سلیمان بن داؤد،، **مسند ابی داؤد**، رقم الحدیث:2365
Abu Dawood, Al-Tayalisi, Salimah bin Dawood, *Musnad Abi Dawood*, Hadith no: 2365

ایک کو معلم کو زندگی زندگی میں جن طبقات انسانی سے واسطہ پڑتا ہے ہے وہ تین قسم کے ہوتے خواص اس ام آم اور مخالفین حسین مذکورہ بالا آیات کریمہ نہ کا تعلق الہی تین طبقاتی انسانی سے ہے ہے لہذا ان آیات میں اللہ تعالی محسن کائنات کو انسانیت کی تعلیم و تربیت کے اسلوب بتائے ہیں ہیں جہاں تک خواص کا تعلق ہے ان کو دانائی اور حکمت سے دعوت دی دی جاتی ہے ہے یعنی گفتگو کے ساتھ ساتھ جو محکم صحیح ہو اور ایسی دلیل کے ساتھ جو حق کی وضاحت کرے اور شہباز شادت کو دور کرے کرے کیونکہ خواص کے طبقے کے لوگ واضح دلیل ہیں کے ذریعے ہدایت تکہد ایت تک پہنچے مجھے عوام الناس عوام الناس کے ساتھ ساتھ دعوت تعلیم دی جانی چاہیے یعنی ایسا کے جس سے ذہن نشین کرلیں کہ ان کے لئے نقصان نفع کا باعث ہے حکیمانہ تقاریر اور مدلل اور ان کے سامنے پیش کرنا فضول ہوتا ہے تیسری قسم کے لوگ مخالفین سے ہیں ان کے لیے طریقہ دعوت دی ہے یہ ہے کہ ان سے بحث ہو مباحثہ کے دوران ایسا آسان فہم انداز اور کلام اختیار کیا جائے جس سے ان کے سینے کی جلن فرد ہو جائے وہ بات کو سمجھنا شروع کر دی نفرت صحت اور مخالفت کے جذبات اور الفت میں بدل جائیں معلم کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کے اصول اور اسلوبات کو بہت ہدایت دی ہیں جو متعلم کی فکر و نظر اور اخلاقیات کو بہتر بنانے میں مدد دیتے ہیں۔ وہ ہمیشہ گفتگو کے ذریعے علم بیان کرتے اور اپنے مثالی رفتار سے دیکھاتے کہ کیسے ایک بہترین انسان بننا ہے۔ ان کی تدریس نے صرف علمی انتہائیت بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کو بھی گہرائی دی۔

انداز بیان

رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام کو نصیحت فرماتے تو آواز درمیانی ہوتی، نہ بلند ہوتی اور نہ پست، بلا ضرورت بات سے احتراز فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کے طرز تکلم کو ہند بن ابی ہالہ نے جامع الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

يتكلم بجوامع الكلامه فصل لا فصول ولا تقصير۔2

---

[1] مالکی، علوی، محمد بن، **انسان کامل ﷺ**، (لاہور، الفیصل ناشران کتب، جولائی 1974)، ص 398-400

Maliki, Muhammad bin 'Alawi. *Insan-e-Kamil* .(ﷺ) Lahore: Al-Faisal Nashran Kutub, July 1974, pp. 398-400.

[2] ترمذی محمد بن عیسی، ابو عیسی، **الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ**، (بیروت، الکتب الثقافیہ -، 1412،، الطبیعہ الاولی)، 4:120

Tirmidhi, Muhammad bin 'Isa, Abu 'Isa. *Al-Shama'il al-Muhammadiyyah*

معلم کے انداز گفتگو کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

و قولوا للناس حسنا۔1

آپ ﷺ کے مزاج کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

فَبِمَا رَحۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمۡۖ وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلۡقَلۡبِ لَٱنفَضُّواْ مِنۡ حَوۡلِكَۖ فَٱعۡفُ عَنۡهُمۡ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَوَكِّلِينَ

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے در گزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔[2]

حضرت عائشہ آپ ﷺ کے انداز گفتگو کے متعلق فرماتی ہیں کہ

کان کلامه کلاما فصلا یفهم کل من یسمعه ۔3

استفہامی طریقہ

رسول اللہ خود بھی صحابہ کرام سے سوال کرتے تاکہ ان کی ذہنی تخلیقی صلاحیتیں اجاگر ہو ہو اور وہ کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے سوچ بچار کر سکیں دوسرا مقصد یہ ہو تاکہ صحابہ کرام کے ذہنوں میں میں ان صفائی اور مطالب کے لئے شوق اور توجہ پیدا ہو ایک دفعہ حضور اکرم نے حضرت معاذ بن جبل ر کی چوٹی کے بارے میں آگاہ کروں

---

wa al-Khasa'il al-Mustafawiyyah, , (Al-Kutub Al-Thaqafiyyah, Beirut, 1412 AH)., 120:4

[1] البقرہ83:2

Al Baqarah 83:2

[2] آل عمران159:3

Aal e Imran :159:3

[3] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، رقم الحدیث، 117

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah. *Al-Sahih*. Hadith No, 117:2.

کرو معاذ بن جبل نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں نہیں نہیں آپ نے فرمایا رات سر عمر ہر اسلام ہے اس کا عمود نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاں حال ہے رسول اللہ سوال کر کے جواب معلوم کرتے تھے سوال و جواب کا طریقہ اپناتے تھے تاکہ آپ صحابہ کرام کی ذہانت و اور علم کا امتحان لے سکیں۔ حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے مخاطب ہو کر پوچھا اچھا بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور مومن کی نسل لوگوں کے ذہن صحرا کے درختوں کی طرف گئے عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میرے دل میں کھجور کے درخت کا خیال آیا مگر میں جیت گیا پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آمین میں بتائیں کے کہ وہ وہ کون سا درخت ہے آپ نے فرمایا یا کا درخت ہے۔[1]

رسول اللہ ﷺ کا تعلیم و تربیت دینے کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ طالبعلم لگاتار سوال کرے اور آپ ﷺ اس کا جواب دیں۔

خطابی طریقہ

آپ ﷺ اس طریقے کو کافی موثر سمجھتے تھے اسی لیے باکثرت اس کا استعمال کرتے تھے۔ آج یہ طریقہ کالج یونیورسٹیوں میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے یہ طریقہ پاکستان کے موجودہ تعلیمی نظام میں باکثرت استعمال ہوتا ہے، جدید ٹیکنالوجی کی ایجاد کے باوجود یہ طریقہ تدریس موثر سمجھا جاتا ہے یہ دنیا بھر میں رائج ہے اس طریقہ میں اگر طلبا کسی الجھن کا شکار ہو جائے تو استاد موقع پر موجود ہوتا ہے جو اسے حل کر دیتا ہے۔[2]

مشاہداتی طریقہ تعلیم

اس طریقہ میں استاد عمل کر کے دکھاتا ہے ہے تاکہ طلبا عملی تجربے کا مشاہدہ کرے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے نماز پڑھی ان کو سکھانے کی غرض سے اور فرمایا. ارشاد باری تعالی: **صلوا كما رايتمونى اصلى** ۔3

---

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، رقم الحدیث، 2553

Qushairi, Muslim bin Hajjaj , *Sahih Muslim*, Book 4, p. 980, no. 2553

[2] غلام رسول میمن، ابراہیم خالد، **تدریس حکمت عملی تربیت اساتذہ**، ص217

Mehmood, Ghulam Rasool. *Tadrees-e-Hikmat-e-Amli: Tarbiyat-e-Asatiza*. Lahore: Ibrahim Khalid Publications, p. 217.

[3] دار قطنی، علی بن عمر ابوالحسن، **سنن دار قطنی**، (دار المعرفۃ، بیروت 1996)، 1:237

مشابہتی طریقہ

تدریس کے اس منہج میں دو چیزوں کے درمیان مماثلت تلاش کرتے اور نتیجہ اخذ کرتے ہیں یعنی کسی بات کو سمجھانے کے لیے مثال دی جاتی ہے آپ ﷺ اس طریقہ تعلیم کو اکثر اوقات اپنے مؤقف کی وضاحت کے لئے اختیار فرماتے تھے۔[1]

تکراری طریقہ

آپ ﷺ آہستہ آہستہ اور ٹھہر کر گفتگو فرماتے اور دہراتے بھی تھے تاکہ سمجھنے میں کمی نہ آئے۔ انداز گفتگو اتنا حسین و جمیل کے المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے لیکن جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو آپ ﷺ فصیح و بلیغ کلام کرتے اس طرح کے سننے والا اسے یاد کرلیتا۔[2] اس ضمن میں ایک حدیث حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں:

جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے اسے تین تین بار دہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھا جاسکے۔[3]

محمد بن علوی مالکی اپنی تصنیف انسان کامل میں رقمطراز ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خیر و بھلائی کی طرف بلانے کے لئے قرآن کے طریقے کو اپنایا۔[4]

Qattan, Ali bin 'Umar Abu Al-Hasan. *Sunnan Dar Qutni*, (Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1996.) , 237:1

[1] مالکی، محمد بن علوی، **انسان کامل ﷺ**،(لاہور، الفیصل ناشران کتب، جولائی 1974)، ص233

Maliki, Muhammad bin 'Alawi. *Insan-e-Kamil* .(ﷺ) Lahore: Al-Faisal Nashran Kutub, July 1974, p. 233.

[2] **بیہقی، السنن الکبری**،،(بیروت دار المعرفۃ، 1996)، **3**/207

Bayhaqi. Al-Sunan al-Kubra, (Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1996.) vol. 3, p. 207.

[3] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، رقم الحدیث، 95

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah. *Al-Sahih*. Hadith No, 95

[4] مالکی، محمد بن علوی، **انسان کامل ﷺ**،(لاہور، الفیصل ناشران کتب، جولائی 1974)، ص236

Maliki, Muhammad bin 'Alawi. *Insan-e-Kamil (ﷺ)*. Lahore: Al-Faisal Nashran Kutub, July 1974, p. 236.

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کوئی کام زبان سے نکالتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ سمجھ میں آجائے اور جب آپ ﷺ کسی قوم اور جماعت میں تشریف لاتے تو تین دفعہ سلام کہتے۔[1]

تکرار کے ذریعے اور بحث و تمحیص کے ذریعے تعلیم دینا بھی آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی بات کی اہمیت کو بڑھانے کے لئے اور ذہن نشین کروانے کے لئے آپ ﷺ تکراری طریقہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

عمل وہ کردار کے ذریعے تعلیم وتربیت (مشاہداتی طریقہ)

دین اسلام میں عمل پر بہت زور دیا جاتا ہے خصوصا اسلام کے نظام عبادات کا انحصار دارومدار عمل پر ہے عمل نہیں تو عبادت نہیں لہذا عبادات کے تعلیماتی پہلو کو اپنے عمل کے ذریعے صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ جب نماز فرض کی گئی تو قرآن نے تو صرف اقیموا الصلاۃ کا حکم ارشاد فرمایا ان مسئلہ نماز کی ادائیگی کا آیا تو صحابہ کرام نے عرض کی؛ یا رسول اللہ ﷺ ہم کس طرح نماز ادا کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا :-**صلواکما رایتمونی اصلی**۔2 اسی طرح جب حج کی فرضیت کی وحی نازل ہوئی تو اس میں حج کی ادائیگی کے طور طریقے بیان نہیں کیے گئے تھے لہذا حج کی ادائیگی کے احکام اور تفصیلات حضور اکرم ﷺ نے عملا حج کر کے بتائے۔

خذوا عنی مناسککم

تم مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو۔[3]

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر جس طرح حج ادا فرمایا، صحابہ کرام آپ ﷺ کو دیکھ کر حج کے احکام بجا لا رہے تھے۔ یوں صحابہ کرام بعینہ ویسے ہی عمل کرتے تھے جیساوہ نبی کریم ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھتے تھے۔

---

[1] النووی، **صحیح مسلم بشرح النووی**، (بیروت، دار احیاء التراث العربی بیروت 1392ھ)، 77

Al-Nawawi, *Sahih Muslim bi Sharh al-Nawawi*, (Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut 1392 AH), safha 77

[2] ابن حبان، **صحیح ابن حبان**، جلد 1، صفحہ 541، (بیروت، مؤسسۃ الرسالہ،)، رقم الحدیث 1658۔

Ibn Hibban, *Sahih Ibn Hibban*, jild 1, safha 541, raqam (1658), (Mu'assasat al-Risalah, Beirut).

[3] النووی، **صحیح مسلم بشرح النووی**، (بیروت، دار احیاء التراث العربی بیروت 1392ھ)، 230

Al-Nawawi, *Sahih Muslim bi Sharh al-Nawawi*, (Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut 1392 AH), safha 230

ضرب الامثال کے ذریعے تعلیم وتربیت

حضور ﷺ کسی معنی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لیے لئے ضرب و امثال کے ذریعے ایک حسی مثال بیان فرماتے اور اس پر معنوی حقیقت کو قیاس کرتے تا کہ صحابہ کرام کے اذھان اس کیو آسانی سے سمجھ سکے حدیث پاک میں آتا ہے:

آپ ﷺ نے اچھے اور برے ساتھی کے اثرات کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا؛ اچھے ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے اور بٹھیارہ کی دوستی، مشک بیچنے والا یا تو تمہیں پیش کرے گا خود اس سے مشک خرید لوں گے یا (کم از کم) اس کے پاس سے خوشبو سونگھو گے اور بھٹیارہ تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا (کم از کم) اس سے تم بدبو سونگھو گے۔[1]

اسی مفہوم کو شیخ سعدی نے اپنے شعر میں بیان کیا

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالع ترا طالع کند

اشارہ و کنایہ کے ذریعے تعلیم وتربیت

بعض اوقات بات کسی بات کو سمجھانا مقصود ہوتا لیکن اس کے لیے مخصوص الفاظ بیان کرنے میں کراہت ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ اشارہ و کنایہ کے ذریعے صحابہ کرام کو وہ بات سمجھتے تھے کہ مقصد بھی حاصل ہو اور مکرو الفاظ کے بیان سے بھی بچا جائے اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں؛ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز اور اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔[2]

---

[1] ابن حبان، **صحیح ابن حبان**، جلد 1، صفحہ 541، (بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)، رقم الحدیث 321

Ibn Hibban, *Sahih Ibn Hibban*, jild 1, safha 541, raqam (1658), (Mu'assasat al-Risalah, Beirut)321 .

[2] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، رقم الحدیث، 4109

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah. *Al-Sahih*. Hadith No, 4109

غور فرمایئے کہ کس بہترین انداز سے آپ ﷺ نے فرج کو دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ کسی چیز کے بارے میں کبھی کبھی سادہ اخباری اطلاع انداز اپناتے جیسے آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کیا تمہیں خبر نہ دوں اس عمل کی جس کے کرنے سے تمہیں جنت ملے گی۔ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ؛ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے (آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں کھڑی کرکے اشارہ فرمایا) اسی انداز کے ساتھ کہ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ میں تمہیں بتانہ دو کے الفاظ کے ساتھ خطاب فرمانا آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی جس کا مطلب دوسروں کو سکھانا ہوتا تھا۔

بذریعہ قصص

قصے اور کہانیاں انسان کو متوجہ کرتی ہیں سننے کی رغبت پیدا کرتی ہیں ہیں اور واقعات کا تسلسل معلوم کرنے کا شوق پیدا کرتی ہیں اس لئے تعلیم و تربیت میں قصوں کا استعمال اور دور قدیم سے تمام سماجوں میں ایک معروف چیز رہی ہے قرآن کریم نے بھی لوگوں کی نظریاتی تربیت کرنے کے لئے انہیں نصیحت کرنے اور بہت سے حکمتوں کو سکھانے میں قصوں سے مدد لی ہے قرآن کریم نے انتہائی اختصار کے ساتھ قصوں کی تاثیر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ

ان کے قصوں میں اہل فہم کے لئے بڑی عبرت ہے۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی نفسیاتی تربیت میں قصوں کی مدد لی ہے کھانے کے لیے کا شاید بنانے میں کس کا بڑا دخل ہے اس کے لیے کسی سے مدد لیتے تھے مثلا کے لیے سے مدد لی ہے اور اس کی فضیلت سکھانے اور شرک سے دور رکھنے کے لیے رسول کریم پر ایمان لائے لوگوں کے ساتھ شفقت و رحمت اور حسن معاملہ کرنے لوگوں کا تعاون کرنے فقراء پر رحم کرنے اور صدقہ کرنے کے لئے آپ نے قصوں کی مدد لی ہے۔[2]

---

[1] یوسف 111:12

Surah Yusuf (12:12).

[2] نجاتی، محمد عثمان، **حدیث نبوی اور علم الفرائض**، (لاہور، الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار) ص 186

Najati, Muhammad Usman. *Hadith Nabvi aur Ilm al-Fara'id*. Lahore: Al-Faisal Ghazni Street Urdu Bazaar, p. 186.

محمد بن علوی مالکی اپنی مشہور کتاب انسان کامل ﷺ میں لکھتے ہیں کہ؛ حضور ﷺ امت کی تربیت میں ایک سے ایک بہتر طریق اور مؤثر انداز استعمال فرماتے اور انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی تھا آپ کوئی قصہ سناتے اور اس کے ذریعے اسلام کے اساسی فکر اور دیگر مسائل کو واضح کرتے آپ اس طریقہ سے لوگوں کو ایمان بالاد توحید صبر صدقہ فضیلت توبہ توکل اور رضا جیسے بلند مضامین کو واقعات کی روشنی میں بیان فرماتے تھے آپ نے فرمایا کہ کس طرح سابقہ قوموں میں سے نبیوں کو اللہ کی راہ نبیوں کو اللہ کی راہ میں میں سزادی جاتی تھی پھر ان معاملات والدین کے ساتھ احسان صلہ رحمی اور کی خبر گیری پر لوگوں کو بھارتی آپ جو بھی قصہ سناتے وہ سچ پر مبنی ہوتا اور سچے لوگوں کے بارے میں ہوتا کیونکہ بیان کرنے والا ہیں صادق اور امین ہوتا جو اپنی طرف سے کچھ نہ کہتا جو کہتا ہوں وحی الہی ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا وقت کے شخص ایسے ہیں ہیں جنہوں نے مالک کو گود میں گفتگو کی کی ایک ایسی ابن مریم کا جس نے جتنا میرا ہاتھ کی صفائی پیش کیں اور تیسرا وہ بچہ جو ماں کی گود میں گویا ہو جاتا تھا مذکورہ بالا حدیث میں جن تین اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے حضور اکرم کے بارے میں احادیث میں بیان کئے ہیں آپ نے اپنی تعلیمات کو لوگوں کے قلوب واذہان پر نقش کرنے کے لیے عام فہم طریقہ اختیار فرماتے۔[1]

مرکزی سطح کے ساتھ آپ ﷺ نے صوبائی پیمانے پر بھی تعلیم کا نظام قائم فرمایا، مرکز سے معلمین کو بعض مقامات پر تدریس کی غرض سے بھیجا جاتا اور بعض گورنروں اور ذمہ داروں کے منصبی فرائض ہیں یہ بھی شامل کر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماتحت کی تعلیمی ضرورتوں کا بھی خاطر خواہ انتظام کریں کریمن کے گورنر حضرت عمر بن کے نام طویل تحریر نامہ بھی تھی وہ یہ تھی کہ وہ لوگوں کے لئے قرآن حدیث فقہ اور علوم اسلام کا بندوبست بھی کریں سیرت ابن ہشام ناخواندگی کا خاتمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد آپ نے جنگ اور سیاسی مصروفیات کے باوجود تعلیمی معاملات کے لئے خود نگرانی فرمائیں تاکہ زندگی کو ختم کرسکے آپ نے سارا

[1] مالکی، محمد بن علوی، **انسان کامل ﷺ**، (الفیصل ناشران کتب لاہور، جولائی 1974)، ص160

Maliki, Muhammad bin 'Alawi. *Insan-e-Kamil (ﷺ)*. Lahore: Al-Faisal Nashran Kutub, July 1974, p. 160.

دن تا کہ وہ لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے حضرت سعد بن معاذ بہت خوش نویس تھے ایک راوی نے آپ کو معلم حکمت بتایا ہے اس سے آپ کی معلومات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔[1]

حکمرانی مدینہ منورہ میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ نبوت کے بارہویں سال میں مدینہ کے لوگ حج کے لئے مکہ آئے ان میں سے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا اور اطاعت و فرماں برداری کا حلف لیا وہاں اسلام کے لیے فضا ساز گار ہوتی چلی گئی مدینہ میں نئے مسلمان ہونے والوں کے لئے آپ نے تعلیم کا انتظام کیا۔ حضرت ابو موسی اشعری فرماتے ہیں:۔

> نماز فجر کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر جاتے تھے ہم میں سے کوئی شخص قرآن سے متعلق سوال کرتا تھا کوئی فرائض وراثت کے مسائل دریافت کرتا تھا کوئی خواب کی تعبیر دریافت کرتا تھا۔[2]

ہجرت مدینہ کے بعد حضور ﷺ نے لوگوں کی تعلیم و تربیت توجہ دیں اس مدرسہ میں میں نبی کریم ﷺ خود صحابہ کو تعلیم دیتے تھے اور مدینہ میں ناخواندگی کو دور کرنے کے لئے ذاتی طور پر نگرانی فرماتے تھے ایک خوش نویس معلم حضرت سعید بن العاص کو آپ ﷺ نے لوگوں کو لکھانے اور پڑھانے کے لیے مامور فرمایا صفہ میں حضرت عبادہ بن صامت کو املاء اور قرآن حکیم کی تعلیم پر مامور فرمایا، وہ لوگوں کو تحریر و کتابت بھی سکھاتے تھے۔[3]

---

[1] عبد المالک بن ہشام، **سیرت ابن ہشام**، (ملتان، مکتبہ فاروقیہ 1976) ص 241

Hisham, Abdul Malik bin. *Seerat Ibn Hisham*. Multan: Maktaba Farooqiya, 1976, p. 241.

[2] کاندھلوی، ادریس، محمد،، مولانا **سیرت المصطفی**، (لاہور، مکتبہ الحسن)، ص 75

Kandhlawi, Muhammad Idris. *Maulana Seerat al-Mustafa*. Lahore: Maktaba al-Hasan, p. 75.

[3] ابن ہشام، مترجمین، عبد الجلیل و غلام رسول مہر، **سیرت النبی ﷺ**، (لاہور، اسلامک پبلیکشنز)، ص 89

Hisham, Ibn. *Seerat al-Nabi .(ﷺ)* Translated by Abdul Jalil and Ghulam Rasool Mehr. Lahore: Islamic Publications, p. 89.

ترجیح الی السبیل

آپ ﷺ کی گفتگو جامع اور مختصر ہوتی، طوالت سے احتراز فرماتے، تنفر پیدا کرنے والی گفتگو کو بذات خود ناپسند فرماتے اور دوسروں کو بھی اسانی کی تلقین فرماتے:۔ **یسرو ولا تعسروا ،و بشرو ا ولا تنفروا ۔**[1]

اصلاح متعلم

سب سے اہم اور نازک پہلو یہ ہے کہ جب طالب علم دوران تدریس غلطی کرے یا غلط راہ پر چل پڑے تو انہیں براہ راست غلطی پر نہیں ٹوٹنا چاہئے حضرت عائشہ سے روایت کردہ احادیث اس پر رہنمائی کرتی ہے کہ؛

كان النبی اذا بلغه عن رجل الشی لم یقل ، قال فلان ، ولکن یعقول مابال اقوام یفعلون كذا و كذا۔[2]

فلسفہ تعلیم

بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔[3]

قرآنی فلسفہ تعلیم کے اس بیان کا آغاز معلم یعنی رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے شروع کیا گیا۔ منہج تربیت رسول ا ﷺ ور قرآنی فلسفہ تعلیم کے آغاز سے قبل معلم محترم کو جوڑنا بہت معنی خیز ہے اس کے کئی اہم نکات جو تعلیم و تربیت کے ضمن میں بڑے اہم معلوم ہوتے ہیں علم پر ایک نفسیاتی اثرات کی طرف اشارہ ہے اس سے بیان کر دیا ہے مگر قرآن نے اس منطقی اور نفسیاتی اثر کو چودہ سو سال قبل بیان کر دیا تھا اہم بات یہ کہ معلم کو تعلیم سے

[1] طبرانی سلیمان بن احمد، ابو القاسم، **معجم الکبیر**، باب العین، احادیث عبد اللہ بن عباس عن عبد المطلب، 11:33، الرقم: 10951

Tabarani, Sulaiman bin Ahmad. *Al-Mu'jam al-Kabeer*. Bab al-'Ain, Ahadith Abdullah bin Abbas 'an Abd al-Muttalib, 11:33, no. 10951.

[2] البیھقی، ابو بکر احمد بن حسین، **شعب الایمان**، الرقم 8099۔

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin al-Husayn. *Shu'ab al-Iman*. no. 8099.

[3] آل عمران 164:3

Surah *Aal-e-Imran*.(3:164)

کبھی الگ نہیں کیا جاسکتا کی حیثیت حاصل رہتی ہے اس تعلیم کا باقاعدہ کیا اللہ تعالی کی انسانوں کا نظارہ بہت ہی کم جگہوں پر دیکھنے میں آیا۔

نصاب تعلیم

عہد نبوی کا نصاب تعلیم ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر صحت کے ساتھ بیان کرنا دشوار ہے کیونکہ اس وقت نہیں تھا استاد جو کچھ پڑھا سکتے تھے لوگ ان سے پر غالب رہے تھے سیرت اور احادیث کی کتب سے ہر بات سامنے آئی ہے کہ حضور ﷺ قرآن و حدیث کے علاوہ علم طب (میڈیکل سائنس)، علم ہیئت، علم الانساب، علم تجوید اور میراث کی تعلیم بھی دیتے تھے ان علوم کے علاوہ نشانہ بازی اور تیراکی کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔[1]

میادین فی التعلیم؛ اس کا مطلب ہے تعلیم کا مختلف النا‌ع ہونا۔ آپ ﷺ کی تدریس ایسی منہج پر تھی اور اسی کا سب سے بڑا اصحابہ کرام کی فکر میں آزادی کا عنصر ہے اور ان کو تقلید محض سے آزاد کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف تقلید واحد کی بت کو توڑا بلکہ مختلف اقسام کے علوم کی تربیت بھی کی اور اسی فیض کی بدولت حضرت صحابہ کرام مختلف علوم کے ماہر بن گئے۔[2]

عہد رسالت میں علوم و فنون کی تعداد زیادہ نہیں تھی لیکن جو تھے وہ ترقی پذیر تھے طباعت کے بارے میں بہت سی باتیں روایات ملتی ہیں دوسرا علم، علم ہیئت یعنی راستوں سے متعلق علم حاصل کرنا اور ان کا تعین کرنا۔ تیسرا علم الانساب ہے اس کے بارے میں احادیث مبارکہ میں ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد احادیث مبارکہ سے درج ذیل علوم فنون ثابت ہیں: سپہ گری، نیزہ بازی، تیر اندازی دوڑے لگوانا وغیرہ۔[3]

---

[1] کتافی، عبد الحی، **دور نبوی کا نظام حکومت**، (ادارہ القرآن العلوم الاسلامیہ، 1991)، ص219

Kitafi, Abdul Hai. *Daur-e-Nabawi ka Nizam-e-Hukumat*. Lahore: Idara al-Quran al-Ulum al-Islamiyah, 1991, p. 219.

[2] علوی، خالد، **انسان کامل**، یونیورسٹی بک ایجنسی 154 نارکلی لاہور جولائی 1974۔

Alawi, Khalid. *Insan-e-Kamil*. Lahore: University Book Agency, 154 Narkali, July 1974.

[3] کتافی، عبد الحی، **دور نبوی کا نظام حکومت**، (ادارہ القرآن العلوم الاسلامیہ، 1991)، ص271

Kitafi, Abdul Hai. *Daur-e-Nabawi ka Nizam-e-Hukumat*. Lahore: Idara al-Quran al-Ulum al-Islamiyah, 1991, p. 271

آپ ﷺ بقدر ضرورت دیگر علوم کی بھی ترغیب دیتے تھے آپ ﷺ کے پاس غیر ملکی سربراہان کے خطوط آتے تھے جو عربی زبان میں نہیں بلکہ غیر ملکی زبانوں میں ہوتے تھے اور آپ ﷺ غیر مسلم یا یہودیوں سے پڑھاتے تھے اور ان خطوط میں بعض اوقات پوشیدہ معاملات بھی ہوتے تھے اس لئے آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ کوئی قابل اعتماد صحابی یہ زبان سیکھ لے حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میرے پاس مختلف خطوط آتے رہتے ہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی اور پڑھے، تو کیا تم عبرانی زبان سیکھ سکتے ہو تو میں نے سترہ دنوں میں وہ سیکھ لی۔[1]

تعریف نصاب

نصاب سے مراد سکول کی وہ مکمل جدوجہد جو سکول کے اندر یا باہر بعینہ مقاصد کے حصول کے لیے کی جاتی ہے۔[2]

اصلاحی نصاب تعلیم بنیادی طور پر قرآنی تعلیمات پر مبنی ہو گا آپ ﷺ کے دور میں قرآن مجید ہی نصاب تھا اور یہ نصاب اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے مسلمانوں کے لیے اخلاقی ،سیاسی ،معاشرتی اور تعلیمی نظام پیش کرتا ہے۔ پروفیسر محمد سلیم اسلامی نصاب کے بارے میں رقمطراز ہے کہ؛ یہ تعلیم زبان و مکان اور ملک و عوام کے اختلافات اور تنوعات پر اسلامی نصاب حاوی آجاتا ہے یہ ہر ملک ملک اور ہر زمانے کے لیے کارآمد ہوتا ہے تصور اسلام اس قسم کے نصاب کا قائل ہے جو فی زمانہ تقاضوں کا ساتھ دے اور ماضی کے قدیم ورثے کے ساتھ ساتھ جدید علوم کو بھی اس طرح اکٹھا کریں کہ ہر حال میں اخلاقی اور روحانی پہلو روشن رہیں۔ یہ نصاب کلی طور پر قدرت عطا کرنے کا اہل ہو اور فطری علم کی جگہ عملی تعلیم کے حق میں ہوں۔[3]

---

[1] محمد طفیل، **نقوش رسول نمبر**،4،(لاہور، ادارہ فروغ اردو)، ص134

Tafail, Muhammad. *Nuqoosh-e-Rasool Number 4*. Lahore: Idara Farogh-e-Urdu, 134.

[2] اکبر علی، ڈاکٹر، تدوین نصاب، (لاہور، مکتبہ العلم، اردو بازار، 2006)، صفحہ 6،

Dr. Akbar Ali, *Tadween Nisab*, safha 6, (Maktaba al ilm Urdu Bazaar, Lahore).

[3] محمد سلیم، سید، **ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت**، (لاہور، فیروز سنز اردو بازار)، ص62

Saleem, Syed Muhammad. *Hindustan Mein Musalmanon ka Nizam-e-Taleem-o-Tarbiyat*. Lahore: Feroz Sons Urdu Bazaar, p. 62.

اسلام کی میں کتابی معلومات ذریعہ ہے، منزل نہیں۔ اس کا اصل مقصد سیرت سازی ہے چناچہ نصاب کا اسلامی مفہوم، انسان کو اعلی کردار کا مالک اور تسخیر کائنات کے قابل بنانا ہے اور نیابت الٰہی کے ذریعے فرد کی تربیت کرتا ہے[1] منور ابن صادق کہتے ہیں کہ:

یہ تمام انسانوں کا فرض ہے کہ وہ ارض پر اسلام کی حکمرانی قائم کریں، لہٰذا قرآن کے نکتہ نظر سے لوازم نصاب میں اس جامعیت منسوب کی مکمل عکاسی ہونی چاہیے۔[2]

اسلامی نصاب کی بنیادی اساس

قرآن اور سیرت النبی کی روشنی میں جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو اسلام فکر و عمل کو واضح روح میں دیگر مذاہب کی بنسبت بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اس کی بنیادی اساس فرد اور رب کا رشتہ جوڑنا ہے۔

اسلامی نصاب کی نفسیاتی بنیاد

اسلامی نظام تعلیم میں فرق نفسیاتی ضرورتوں کو ہمیشہ مد نظر رکھا گیا اور اس کی تعلیم و تربیت میں اس پہلو کو بھی کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا اسلامی نظام تعلیم میں النفس جس کا اپنا ایک مخصوص معصوم ہے جس کے روسے انسان کا حسن تقسیم ہے جسے اللہ تعالی نے اعلی ترین سرگرمیوں کے لیے بہترین ثابت کا جسم عطا کیا ہے ایک طرف سے مطمئن نہ اس کو صحیح راہ پر چلنے اور غلط چھوڑ دینے میں اذان کب سے واسطہ ہے اس لیے اس نے تعلیم تزکیہ نفس کے بعد دوسرا انتہائی اہم تحقیق ہے رسول اکرم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے اور اسلام کا ایک اہم سبب بھی یہی تھا کہ اس کی تعلیمات انسانی مزاج کے لئے فرحت و مسرت کا باعث تھی تھا اور بعد میں بھی مرکز رحیم عزت نفس میں براہ راست ممدون معاون رہے۔

---

[1] کاظمی، شمیم حیدر، **علم التعلیم**، (لاہور، مکتبہ العلم، اردو بازار، 2006)، صفحہ 6،

Kazmi, Shemim Haider, *Ilm al-Taleen*, safha 6, (Maktaba al ilm Urdu Bazaar, Lahore).

[2] اکبر علی، ڈاکٹر، تدوین نصاب، (لاہور، مکتبہ العلم، اردو بازار، 2006)، صفحہ 77،

Dr. Akbar Ali, *Tadween Nisab*, safha 77, (Maktaba al ilm Urdu Bazaar, Lahore).

اسلامی نصاب کی عمرانی بنیادیں

ہر معاشرہ افراد کا مجموعہ ہے اور فرد معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اس لئے فرد کی اصلاح معاشرے کی اصلاح کا پہلا زینہ ہے اس لیے اسلامی نصاب فرد اور سماج دونوں کی تربیت تہذیب اور اصلاح کو یکساں اہمیت دیتا ہے اور اس کے لیے ہوئے معاشرتی نظام کی عمارت دراصل تربیت فرد کے دونوں ستونوں پر کھڑی ہے اسلامی نصاب تعلیم فرد کو حقوق اللہ کے تحت یہ احساس کرتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور فرد کی مسلسل روحانی بالیدگی کے لئے عبادات کا ایک جامعہ نظام کے تحت اسے پابند بنا دیا جاتا ہے سماجی تربیت اور حقوق و فرائض کے سلسلے میں اسے حقوق و آباد صدقہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یارومددگار چھوڑتا ہے ہے جو اپنے بھائی کی مدد کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی کسی پریشانی کو دور کرے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔[1]

اسلامی نصاب کی اخلاقی بنیاد

اسلامی نصاب تعلیم سب سے پہلے انسانی روح کو نفسانی خواہشوں کی غلامی سے آزاد اور مادیت پرستی کی آلائشوں سے پاک کرتا ہے کہ بندہ رضاالہی کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے روح کی پاکیزگی کا انسانی تخلیق کی ہیں کہ باطن کی حالت کا اندازہ ظاہری اعمال سے لگایا جاسکتا ہے اس نصاب تعلیم نے اخلاق پر بہت زور دیا ہے اسلامی نصاب تعلیم انسان کی اخلاقی زندگی کی تعمیر کرتا ہے اور اس سے قابل بناتا ہے کہ وہ عملی زندگی میں معاشرے کا ایک مفید اور معزز فرد کہلا سکے کی تاریخ انسانی سے ثابت ہے کہ انسان کے وضع کردہ معیار زمانے کے ساتھ چلتے رہے ہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ انسان کے جاری کردہ نصاب سے کہو ہم نے ایک جامع نصاب تعلیم دے کر عالم انسانیت کا ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا۔

---

[1] خدوخیل، شیر یں زادہ، **عہد رسالت ﷺ کا نظام تعلیم اور عصر حاضر**، (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار، 2010)، ص79

Khudokhel, Sher-e-Zadah. *Ahd-e-Risalat (ﷺ) ka Nizam-e-Taleem aur Asr-e-Hazir*. Lahore: Al-Faisal Nashran wa Tajiran Kutub, Urdu Bazaar, Ghazni Street, July 2010, p. 79.

اسلامی نظام تعلیم کے کے نصاب کی اخلاقی بنیادوں کا تعلق اللہ اور بندے کے باہمی رشتے سے نہیں بلکہ اس کا علاقہ ان تعلقات سے ہے جو انسان اور انسان کے درمیان یعنی فرماتے ہیں اسلامی نصاب تمام انسانی معاملات میں اخلاقی کو روانہ دیکھنا چاہتا ہے اور درگزر کو ششیں پسندیدہ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے بندے میں نیابت الٰہی کا رنگ دیکھنا چاہتا ہے کہ سب سچائی اور راست بازی عدل و انصاف امانت کو درگزر کریں رواداری احسان مساوات اخوت سچائی اور راست بازی مہدی نقوی حجاز ہلعقی صفات ہی اچھی صفات کو زندگی کا جز بنانا اور اور اس بات سے دامن بچانا مومن کی شان ہے اخلاق صرف انسانیت کی معراج ہے اور اس نے اخلاق آدمیت کی زیبائی ہے۔[1]

اسلامی نصاب کے معاشی بنیاد

اسلامی نصاب فرد کے جسم اور روح دونوں کی بالیدگی پر زور دیتا ہے وہ مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی نشو نما کے ساتھ ساتھ اس کی مادی اور معاشی ضروریات دکھاتا ہے رسول اکرم کا ارشاد گرامی ہے کہ کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ معاش کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔[2]

اسلامی نصاب چاہتا ہے کہ اس کا ہر پہلو نافع اور ثمر بار ہو اور اس کے ثمرات اور فوائد سے فرد، معاشرہ اور ریاست کے لئیے یکساں مفید ہو کیونکہ جو نظام تعلیم میں بے ثمر اور بے جان ہو وہ وقت کیا اور قوم کی بربادی کے سوا کچھ نہیں اس لیے آپ نے ایسے علم سے پناہ مانگیں جو نافع مفید اور ثمر بار نہ ہو جو مل مقبول اور رزق حلال کا وسیلہ نہ بنے۔[3]

---

[1]نورالحق زمان، اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن،(لاہور، البصیرہ پبلیکیشنز، اردو بازار، 2011)ص255

Noor-ul-Haq Zaman, Islamic System of Education, (Al-Basirah Publications, Urdu Bazaar Lahore, 2011), safha 255.

[2]پرویز علی، ملک، تعلیم المتعلم،(لاہور، الحکمہ دارالاشاعت، اردو بازار، 2014)، ص48

Parvez Ali Malik, Taleem al-Mutalim, (Al-Hikmah Dar-ul-Isha'at, Urdu Bazaar Lahore, 2014), safha 48.

[3] خدوخیل، شیریں زادہ، عہد رسالت ﷺ کا نظام تعلیم اور عصر حاضر،(لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار، 2010)، ص82

Khudokhel, Sher-e-Zadah. *Ahd-e-Risalat (ﷺ) ka Nizam-e-Taleem aur Asr-e-Hazir*. Lahore: Al-Faisal Nashran wa Tajiran Kutub, Urdu Bazaar, Ghazni Street, July 2010, p. 82.

اسلامی نصاب کا عمومی جائزہ

گزشتہ تاریخ کے ہر دور میں ان ہی بنیادوں پر مسلمانوں کا تعلیمی نصاب مرتب ہوتا تھا جس کا ایک حصہ علوم دنیا اور دوسرا حصہ دینوی علوم پر مشتمل ہوتا تھا علوم دینیہ سے مراد قرآن تفسیر حدیث فقہ اور ان کے لوازم ومبادی ہیں ہیں جبکہ علوم دین وی سے مراد وہ علوم ہیں جن کا پڑھنا سیکھنا تہذیبی و تمدنی واقتصادی اور سیاسی مسائل میں فکری یا عملی طور پر منظور معاون ہو اس سلسلہ میں سید مناظر احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کی آمد سے قبل مسلمانوں کا جو نظام تعلیم رائج تھا وہ سراسر دینی ہرگز نہ تھا اس نصاب کی تعلیمی زبان فارسی تھی تھی جو اس عہد کی تجدید کی زبان تھی اس لئے فارسی زبان کی نظم ونثر انشاء کی کتاب مروج تھی اس کے ساتھ ساتھ حساب خطاطی وغیرہ کے مشق کرنے کے بعد اعلی تعلیم عربی زبان کی کتابوں کی ذریعہ دی جاتی تھی ابتدا سے آخر تک اس نصاب تعلیم کی تکمیل کا دورانیہ تقریبا سولہ سال تھا اس پوری مدت میں درس نظامیہ سے فارغ ہونے والے علماء صحیح معنوں میں خارش دین یاد کے گرد تین کتابیں پڑھا کرتے تھے۔[1]

مگر انہیں دینی مدارس کہا جاتا تھا انگریزوں کی آمد سے یہ نصاب متروک ہوا اور جو نصاب انہوں نے یہاں مسلط کیا مشاہدہ بتا رہا ہے کہ حساب سے استفادہ کرنے والے مسلمانوں میں ہی بتدریج اسلامی زندگی سے بعید ہوتا جارہا ہے اور جن خاندانوں نے جدید تعلیم تیسری اور چوتھی پشت میں حاصل کی ہے ان میں اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے۔[2]

دراصل مسلمانوں کے نظام تعلیم کی نصاب کی بنیادیں اس نصاب پر تھی جو کبھی رسول اکرم کی ہدایت ورہنمائی میں تشکیل دیا گیا تھا اس کے ذریعہ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کی جاتی تھی اور جس کے نتائج نے عالم کو بدل کر رکھ دیا تھا۔

[1] سید محمد سلیم، **ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت**، (لاہور، فیروز سنز اردو بازار)، ص6

Saleem, Syed Muhammad. *Hindustan Mein Musalmanon ka Nizam-e-Taleem-o-Tarbiyat*. Lahore: Feroz Sons Urdu Bazaar, p. 6.

[2] ایضا، ص76

Aydn, p. 76.

عہد حاضر

عہد نبوی کا نظام تعلیم کے نصاب کا جو خاکہ ہم نے پیش کیا ہے اگرچہ یہ قطعی نہیں ہے اس میں کمی و بیشی کا امکان موجود ہے کیونکہ اس نصاب میں آغاز وحی سے لے کر وصال نبی ﷺ اور اضافہ ہوتا رہا ہے نصاب کا لازمی حصہ تھے ان کے دور میں حدیث، علم فقہ، عربی اور جغرافیہ نصاب کا حصہ بنے۔ عباسی دور میں ریاضی، تاریخ، علم نحو، م گرائمر، کیمیا، فن تعمیرات، سنگتراشی، فنون لطیفہ اور فن خطابت اس میں شامل ہوگئے ہیں برصغیر کے مدارس میں تفصیلی کتب حدیث کے علاوہ تصوف، کلام، فلسفہ، ادب، اصول فقہ اور دوسرے فنی علوم اس میں شامل ہوگئے۔[1]

اس میں فرد کی زندگی کے تین بڑے جسمانی ذہنی اور روحانی کی نشو نما ان کو ک مثل مدنی امی رہا لیکن مسلمانوں کی زوال مغربی اقوام کے غلبہ اور دوسری قسم کے نظام برقرار نہ رہ سکا اور استعماری ملکوں نے جو نظام تعلیم رائج کیا اس میں فرد کی جسمانی اور ذہنی پیروں کی تربیت اور پرورش کا خاص خیال رکھا گیا لیکن جو سب سے اہم پہلو تھا عطا آباد مذہب سے برگشتہ افراد عموماً یہ دلیل دیتے ہیں کہ مذہب کی پیروی میں باہمی اختلافات اور جھگڑوں کا دیتا ہے لیکن اس اندیشے کی بنیاد غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ اس قسم کا سیاست اور سائنس کے متعلق بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ مختلف سیاسی نظریات کی بنا پر اقوام عالم ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں اور سائنس کی طاقت کے غلط استعمال سے رہے ہیں لیکن کوئی سمجھدار شخص یہ نہیں کہے گا کہ ان وجوہات کی بنا پر سیاست اور سائنس کی تعلیم ختم کر دی جائے۔[2]

بلکہ ضرورت صحیح طریقے پر انتظام و انصرام کی طرف اک ابر کا یہ خیال ہے ہے کہ علوم حکمت یعنی سائنس مذہبی اور بے دینی کی تعلیم دیتی ہے محض غلط ہے سائنس کا لادینی کی تعلیم دینا تو ایک طرف رہا اس سائنس سے غفلت کرنا بے دینی ہے۔ مشہور مفکر تعلیم ہربرٹ اسپنسر کے الفاظ میں سائنسی علوم صرف اس وجہ سے خالد مذہبی

---

[1] نورالحق زمان، اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن، (لاہور، البصیرہ پبلیکیشنز، اردو بازار، 2011) ص265

Noor-ul-Haq Zaman, Islamic System of Education, (Al-Basirah Publications, Urdu Bazaar Lahore, 2011), safha 265

[2] یوسف علی، **تعلیم کا مسئلہ**، (لاہور، مکتبۂ تعلیم، اردو بازار، 2005)، صفحہ 53-55۔

Yousaf Ali, Taleem ka Mas'ala, (Maktaba-e-Taleem, Urdu Bazaar Lahore, 2005), safha 53-55

حیثیت نہیں رکھتے بلکہ اس وجہ سے بھی مذہبی حیثیت رکھتے ہیں کہ خدائے تعالی کی عظمت و جلالت ہمارے دلوں میں پیدا کرتی ہے۔[1]

مطالعہ فطرت کی قوتوں سے آگاہی اور تسخیر فطرت ایک بنیادی مقام ہے مگر اس کو ان عقائد کی بنیاد پر رکھنا چاہیے جو وحی الہی کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں وہاں کے قالب میں ڈھالنے ہو ہو اور کیونکہ نصاب ایک ایسی غذا ہے جو ہم بچوں کے ذہنوں کو سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے دیتے ہیں یہی غذا وہ سب کچھ ہے جو ہماری دنیا اور اس میں اپنے مقام و کردار کے بارے میں تصورات وضع کرتے ہیں[2]

اس وقت ہمارے ملک میں تین قسم کا حساب مروج ہے جو ایک دوسرے سے کافی جدا اور مختلف بلکہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں اس کی وجہ سے پوری قوم ذہنی انتشار اور فکری تیری ثولیدگی میں مبتلا ہے ہے تو اس کے ساتھ تین قسم کے سوچ فکر اور رویوں نے جنم دیا ہے ایک مقتدر طبقہ ہے جو مغربی اداروں سے فارغ التحصیل ہے اور ان کی اولاد بھی ان اداروں اور پبلک سکولوں میں زیر تعلیم ہے جہاں مغربی نصابات پڑھایا جاتا ہے اور ثقافتی رویوں سے بالکل بے خبر قوم کو آگے کی طرف چل رہی ہے اور افطاری کی چھڑی سے مشرقی اور اسلامی اقدار کی دھنائی کر رہی ہے ہے بڑی بد نصیبی کی بات یہ ہے کہ اپنی بات کر رہے ہیں دوسری طرف دینی مدارس کا طبقہ ہے جن کو عصر حاضر کے پیدا شدہ مسائل کا پورا ادراک نہیں اور ان کا انصار خاصی حد تک جمود کا شکار ہے وہ قوم کو کسی اور طرف کسی ڈر ہی ہے ان دونوں فکری مکاتب میں تناسب 2 فیصد ہو گا مگر ان کے بیچ 98 فیصد عوام رل مل رہے ہیں جبکہ سرکاری سکولوں کا نصاب ان سے بھی زیادہ مایوس کن ہے اور ان کے فارغ طلبہ ندیم کے اور نہ دنیا کے بلکہ ایک طرح کا منظر نامہ پیش کر رہے ہیں ہیں دراصل ہمارا مقصد طبقہ بڑے پیمانے پر علمی خیانت اور کرپشن کا مرتکب ہو رہا ہے۔

---

[1] توصیف علی، **فلسفہ تعلیم**، (لاہور، ایجوکیشنل پبلشرز، اردو بازار، 2008)، صفحہ 86-87۔

Tauseef Ali, *Falsafah-e-Taaleem*, (Educational Publishers, Urdu Bazaar Lahore, 2008), safha 86-87

[2] صغری بشیر، **مستقبل کے بچے**، (لاہور، فیوچر انسائٹس پبلیکیشنز، اردو بازار، 2010)، صفحہ 41۔

Sughra Bashir, *Mustaqbil ke Bachay*, (Future Insights Publications, Urdu Bazaar Lahore, 2010), safha 41.

آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

علم میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کرو کہ علم میں خیانت مالی خیانت سے زیادہ سنگین ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے بارے میں باز پرس کرے گا۔[1]

کرپشن سے ایک ادارے کو دیوالیہ بنایا جا سکتا ہے جبکہ علمی بد دیانتی سے پوری قوم کے مستقبل کو داؤ پر لگانا ہے اس کا یہ بھی مطلب نہیں جناب میں تاریخی نظریاتی سماجی اور مذہبی اقدار کے فہم و ادراک کا تعین دوسروں کی مفادات کو مد نظر جو فرد کی ذہنی جسمانی ی اور روحانی تینوں پہلوؤں کی نشو نما اور بالیدگی میں بنیادی کردار ادا کر سکے اور اس کو مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب کی روشنی میں ترتیب دیا جائے کیونکہ مغربی تہذیب ایک بے خدا نظامِ زندگی کو سامنے لاتا ہے ایسے ہی خدا کا قائل ہے جس کے احکام کی پابندی نہیں ہے مذہب فرد کا داخلی اور روحانی معاملہ ہے جس کا معاشرے سے کوئی تعلق نہیں ہے، بنیادی فرق اسی نقطے کا ہے کہ اسلامی سیاسی معاشرہ مائل بہ اللہ جبکہ مغربی سیاسی معاشرہ معلائل بہ انسان ہے اس بنیاد پگب اور برون کہتا ہے کہ تعلیم کے میدان میں جس قدر یکسانیت اسلامی دنیا میں نظر آتی تھی کسی اور میدان میں نہ تھی۔[2]

اگر موجودہ صورتحال برقرار رہی تو اندیشہ ہے کہ ہم اپنا تشخص کھو بیٹھیں گے اور ہماری آئندہ نسل اسلام سے بے تعلق ہو جائیں گی اس لیے اگر ہم اپنے اسلامی تشخص کو بکھیرنے سے بچانا چاہتے ہیں اور اپنے تہذیبی ورثے کو محفوظ بنانے میں سنجیدہ ہے تو اس کا واحد حل پیغمبر اعظم و آخر کی روشن اور حکیمانہ تعلیمات کو سمجھنے اور ان کی روشنی میں میں ہے ہے کیونکہ ہمارے جدید تعلیمی تصورات اور عصری نصاب بات اس مثالی انسان کو بنانے میں ناکام ہو چکے ہیں ہیں جو باقی زہ اور صالح سیرت و کردار سے متصف ہے۔

---

[1] حماد نعیم، **تعلیم کی اہمیت**، (لاہور، مکتبۂ تعلیم، اردو بازار، 2005)ص85

Hammad Naeem, *Taleem ki Ahmiyat*, (Maktaba-e-Taleem, Urdu Bazaar Lahore, 2005) p. 85.

[2] سعید احمد، **غزواتِ رسول(ﷺ)**، (اسلامک ریسرچ سینٹر، اردو بازار لاہور، 2011)، صفحہ 31۔

Saeed Ahmad ,*Ghazwat-e-Rasool (ﷺ)*, (Islamic Research Centre, Urdu Bazaar Lahore, 2011), safha 31.

خواتین کی تعلیم

معلم خیر ﷺ نے اپنی تعلیم کو صرف ایک طبقہ تک محدود نہیں رکھا تھا بلکہ آپ معاشرے کے ہر طبقے کو استفادے کا موقع دیتے تھے خواتین نے مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی وقت ملنا چاہئیے ،تو آپ ﷺ نے ان کے لئیے علیحدہ دن مقرر فرمایا اور ان کے مسائل سنتے اور جواب دیتے۔خواتین کے شغف علم کا احساس اس روایت سے ہوتا ہے:

عن ابی سعید الخدری قالت النساء غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما [1]

حضرت سعید خدری کہتے ہیں کہ عورتوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ مردوں نے آپ سے ہماری نسبت زیادہ حصہ لیا ہے آپ ہمارے لئے ایک مخصوص دن رکھیں آپ نے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ خواتین نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ایک جگہ کا تعین فرمایا اور وہاں انہیں تعلیم دی خواتین آپ ﷺ سے سوال کرتی اور آپ ﷺ انہیں جواب عطا فرماتے اور خاص اوقات میں مجلس ہوتی اور آپ ﷺ اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

نعم النساء الانصار لم یمنعھن الحیاء ان یفتقھن فی الدین [2]

انصار خواتین بہت اچھی ہیں کہ انہیں دینی بصیرت حاصل کرنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔

تعلیم نسواں کے سلسلے میں اور بہت کچھ مروی ہے جس کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔ حضور ﷺ کے اس طرز عمل سے دو نتیجے نکلتے ہیں۔اسلامی نظام تعلیم میں عورتوں کا تعلیم کا انتظام علیحدہ ہونا چاہیے۔عورتوں کا نصاب بھی مختلف

---

[1] بخاری، الصحیح البخاری، رقم الحدیث، 101

Bukhari, *Al-Sahih*. Hadith No, 101

[2] ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری**، جلد 1، صفحہ 239،(بیروت، دار الکتب العلمیہ،،1995)۔

Ibn Hajar al-Asqalani, *Fath al-Bari*, jild 1, safha 239, (Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1995).

ہونا چاہیے کیونکہ ان کی عملی زندگی مردوں سے مختلف ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت آپ کے مخاطب صرف مرد نہ تھے بلکہ خواتین بھی تھیں اس لیے ابتدا ہی سے اسلام کی دعوت اور تعلیم مرد اور عورت دونوں کے لیے لازمی قرار دی گئی تھی کہ وہ علم حاصل کریں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے ساتھ صحابیات نے بھی سوچ سمجھ کر الام کی دعوت پر لبیک کہا اور خواتین کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ اعلان نبوت کے ساتھ ہی شروع ہوا تھا۔ یہ 6 نبوی کا مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر کی بہنوئی حضرت سعید اور ان کی زوجہ حضرت عمر فاروق کی بہن فاطمہ نے اسلام قبول کیا کیا حضرت عمر کے بارے میں معلوم ہوا تو آگ بگولا ہو کر ان کے ہاں پہنچے میاں بیوی اس وقت قرآن پاک پڑھ رہے تھے ان کی آمد اور بگڑے تیور دیکھ کر فاطمہ نے قرآن پاک کے بچپن آئے مگر تلاوت قرآن پڑھ چکی تھی اس لیے آپ میاں بیوی دونوں کو زدوکوب کرنے لگے یہاں تک کہ دونوں میاں بیوی لہولہان ہو گئے۔

اسی طرح کی بے شمار واقعات ہیں ان واقعات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے آغاز ہی مرد اور عورت دونوں کے لیے تعلیم لازمی قرار دی گئی تھی اس عہد میں خواتین کو گھروں پر تعلیم دینے کا دستور تھا جو کہ طویل عرصے تک جاری رہا اور آج بھی کسی حد تک مروج ہے قرون وسطی میں مسلمان لڑکیوں کو گھروں پر عموما والدین پڑھایا کرتے تھے مشہور عالم دین عیسی بن مسکین کا معمول تھا کہ وہ ظہر تھا اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے تھے اور اس کے بعد اپنی بیٹیوں بھتیجیوں قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے شہر آفاق شاعر العشاء اپنی بیٹی کو پڑھایا کرتا تھا عمرہ اور شاہی خاندان کی لڑکیوں کے لئے اتالیق مقرر کیے جاتے تھے جو نہی گھر کی چار دیواری میں تعلیم دیا کرتے تھے ان میں بہت سی خواتین نے عالمی قابلیت کا مظاہرہ کیا اور علم دین کے علاوہ خصوصا فلسفہ قانون میں کئی خواتین نے بڑا نام پیدا کیا۔[1]

[1] شبلی نعمانی، **الفاروق**، (لاہور، مکتبہ شبلی، اردو بازار، 2007)، صفحہ 66

Shibli Nomani, *Al-Farooq*, (Maktaba-e-Shibli, Urdu Bazaar Lahore, 2007), safha 66.

خلاصہ بحث

رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ ہفتہ میں ایک بار خواتین کو تعلیم دیا کرتے تھے تھے اور اس مقصد کے لیے جگہ اور وقت کا تعین بھی خود آپ نے فرمایا تھا کہ وقت اور مقام پر خواتین جمع ہو کر آپ سے براہ راست علم حاصل کیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات جہاں مردوں کے لیے ضروری اور اہم تھی وہاں خواتین کے لیے بھی لازم تھی مرد و زن دونوں کو یکساں طور پر مخاطب کیا ہے اس لیے جب رسول اکرم ﷺ پر کوئی آیت نازل ہوتی تھی سب سے پہلے اسے مردوں کی جماعت کی تلاوت فرماتے پھر اس کے بعد اسی خواتین کے تھے یہ سیرت النبی کا ایک روشن پہلو ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم کو خواتین کی تعلیم و تربیت سے اتنی ہی دلچسپی تھی جتنی مردوں کے تعلیم و تربیت سے تھی۔ حصول علم دین کے سلسلے میں انصار کی عورتوں کی دلچسپی کی تعریف خود رسول اکرم ﷺ نے فرمائی ہے جب کہ اس قسم کی رائے کا اظہار حضرت عائشہ نے بھی کیاہے کہ نصار کی عورتیں بہت ہی اچھی ہیں جنہیں دین کے مسائل دریافت کرنے میں حیا آڑے نہیں آتی۔ رسول اکرم ﷺ نے اگرچہ ہفتے میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک دن مقرر کیا تھا مگر امہات المومنین کے دروازے خواتین کے لیے ہمہ وقت کھلے رہتے تھے تھے خواجہ حسن کی تعلیم و تربیت میں ازواج مطہرات کا کردار بھی بہت اہم تھا کیونکہ کس سے علاج کا ایک اہم پہلو مسلمان خواتین کی تعلیم و تربیت کا بھی تھا تا بلکہ کثرت ازواج کا ایک اہم پہلو مسلمان خواتین کی تعلیم و تربیت کا بھی تھا مزاج میں پھر حضرت عائشہ کا مقام اس لیے مفید ہے کہ خواتین کے مخصوص مسائل ہے نماز غسل ولادت اور بچوں کی تربیت زیادہ تر ان کے واسطہ ہوئے اکرم دین تم سے سیکھو ایک دوسری روایت میں رکھنے کی بات کی گئی ہے مصروف سے روایت ہے کہ خدا کی قسم میں نے بہت پڑھے لکھے صحابہ کو حضرت عائشہ سے علم الفرائض کے بارے میں سوالات کرتے دیکھا ہے۔ حضرت ابو موسی اشعری سے متفق علیہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے اور پھر اس کو آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے آئے اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ کنیز عورت جو سماجی حیثیت سے کمتر بے وقت ہو اس کی تعلیم و تربیتہم اسلام کے نزدیک تعلیم و تربیت کے بعد خواتین کو چاہے وہ کنیز کیوں نہ ہو مقام ملنا چاہیے اس کے لیے کہ رسول اسلام نے ایسے صاحب کو دوہرے اجر کا مستحق قرار دیا مجھے انہوں نے اگر ایک طرف انسانیت کے تقاضے کو پورا کیا تو دوسری طرف اسلامی تعلیم کی حقیقی روح کو بھی اجاگر کیا

اور اس کی مثال اور اور قربانی ی کی وجہ سے دوہرے اجر کا مستحق قرار پائے رسول اکرم اور تعلیم و تہذیب جو آیا صحابہ نے اپنے غلاموں اور کنیزوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتی ہے شمار غلام اور لونڈیاں آزاد کی اور اس کی برکت سے مسلم معاشرے میں ابتدا ہی سے اعلی عہدوں پہ متمکن ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے احکامات اور ترغیبات بات کی روشنی میں علماء اسلام نے تعلیم نسواں کو باقاعدہ قانونی حثییت دے دی ہے، تاہم ان کا نصاب ان کے مزاج اور دائرہ کار کے لحاظ سے مردوں کے نصاب سے قدرے مختلف ہوں۔ اسلامی تعلیم نسواں کا نہیں بلکہ عورت کو گھسیٹ کر کر مخلوط تعلیم دلوانے اور زبردستی معاشرہ ان کے سر پر لگانے کا روادار نہیں ہے اسلام نے علوم و فنون کے تحصیل میں کبھی خواتین کو نہیں روکا بلکہ ان کو ہمیشہ مد نظر رکھا وہ تعلیم دیں گے جس سے وہ اپنے دائرہ عمل میں کام کرنے کے لئے صحیح اور درست طور پر تیار ہو سکے ان کا نصاب مردوں کے نصاب کی طرح نہ اعلی تعلیم یافتہ خواتین سے ایسی اداروں میں کام لیا جائے جو صرف خواتین کیلئے مخصوص ہو مثلا صوبہ تعلیم صحت وغیرہ کے مغرب کی طرح اسے مردوں کے دوش بدوش لا کر کھڑا کر دیا جائے اس کی ذمہ داری کا لحاظ سے بہت کم دیکھا جاتا ہے ہے جن کی بیگمات خاندانوں کی کفالت کا بوجھ اٹھائیں ہوئی ہوتی ہیں ہم نے اوپر حضور نبی کریم ﷺ کی شخصیت کا تعلیمی پہلو میں بیان کیا ہے آپ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے تعلیمی نظام کے متعلق بے نظیر مثال قائم کی ہے، اب تعلیم کے اس موضوع کو ارشاد خداوندی پر ختم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک نظام کیا جس کے تحت بچوں نوجوانوں اور بوڑھوں مرد و عورت کو بلا تفریق تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔